شمارہ نمبر ۳
اکتوبر نومبر ۲۰۱۷ء

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا



- امام ابوحنیفہؒ امام ابن معینؒ کے نزدیک ثقہ ہیں زبیر علی زئی کے اعتراضات کا جواب
- وضو کے اختلافی مسائل پر تحقیقی مضامین
- امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔
- امام ابراہیم نخعیؒ کی مرسل روایت جمہور کے نزدیک صحیح اور حجت ہے

ALIJMA FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن


بسم اللہ الرحمن الرحیم

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ۔(ابو یحییٰ نور پوری صاحب کے مضمون پر ایک نظر) [قسط اول]

مفتی ابن اسماعیل المدنی

امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کے تلمیذ رشید، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م۱۸۹ھ) سے الامام الفقیہ ابو سلیمان الجوز جانیؒ [صدوق][71] کہتے ہیں :

قلت أَرَأَيْت الطَّعَام هَل ينْقض شَيْء مِنْهُ الْوضُوء مثل لُحُوم الْإِبِل أَو الْبَقر أَو الْغنم أَو اللَّبن أَو غير ذَلِك مِمَّا مسته النَّار قَالَ لَيْسَ شَيْء من الطَّعَام ينْقض الْوضُوء إِنَّمَا الْوضُوء ينْتَقض مِمَّا يخرج وَلَيْسَ مِمَّا يدْخل ۔

میں نے کہا: کیا (کوئی چیز) کھانے سے وضو ٹوٹ جائیگا، جیسے اونٹ، گائے، بکری کا گوشت یا ان کا دودھ، یا ان کے علاوہ کوئی اور چیز جسے آگ نے چھوا ہو؟ تو امام محمدؒ نے فرمایا: کسی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، وضو تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو (جسم سے) باہر نکلتی ہے نہ کہ اس چیز سے جو (جسم میں) داخل ہوتی ہے۔ **(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط للامام محمد بن حسن الشیبانی: جلد ۱ : صفحہ ۵۹)** یہی قول امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) اور امام ابو یوسفؒ (م۱۸۳ھ) کا بھی ہے۔ **(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط للامام محمد بن حسن الشیبانی: جلد ۱ : ص ۱-۲)**

دلائل درج ذیل ہیں:

اولاً:

(۱) امام علی ابن الجعدؒ (م۲۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

أَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ-أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا يَخْرُجُ وَلَيْسَ مِمَّا يَدْخُلُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وضو ان چیزوں سے ہے، جو نکلتی ہے نا کہ ان چیزوں سے جو داخل ہوتی ہے۔ (مسند علی بن الجعد: صفحہ ۴۴۹، ح ۳۰۶۶)

---

[71] **تاریخ بغداد: ج۱۵: ص۲۶**، ت بشار

یا اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، علی بن الجعد صرف بخاری کے اور باقی دونوں یزید بن ابراہیم التستری اور ابو الزبیر بخاری اور مسلم دونوں کے راوی ہیں۔ یزید بن ابراہیم التستری کی روایت ابو الزبیر عن جابر سے، یہ امام مسلم کی شرط پر ہے، دیکھئے **(صحیح مسلم: ح۲۲۲۲)**[72]

(۲) امام الطبرانیؒ **(م۳۶۰ھ)** فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ،[73] ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ،[74] أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ،[75] عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ،[76] عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ،[77] عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَرَّقَتْ لَهُ، أَوْ فَقَرَّبَتْ لَهُ عَرْقًا، فَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ عَرَّقَتْ أَوْ قَرَّبَتْ آخَرَ، فَوَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكَلَ، ثُمَّ أَتَى الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَتِ: الْوُضُوءُ الْوُضُوءُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا عَلَيْنَا الْوُضُوءُ فِيمَا يَخْرُجُ، وَلَيْسَ عَلَيْنَا فِيمَا يَدْخُلُ۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کے یہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کے سامنے گوشت لگی ہڈی پیش کی، پھر دوسری پیش کی، آپ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر مؤذن آئے، تو حضرت صفیہؓ نے فرمایا: وضو کیجئے وضو کیجئے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: **بے شک وضو اس چیز کی وجہ سے لازم ہوتا جو ہم سے نکلے، نہ کہ اس چیز کی وجہ سے جو ہم میں داخل ہو۔**
(المعجم الکبیر للطبرانی: جلد ۸ : صفحہ ۲۱۰، ح: ۷۸۴۸)

علی بن یزید پر کلام ہے، امام ذہبیؒ کہتے ہیں: ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے لیکن وہ متروک نہیں۔ **(الکاشف:۳۹۸۳)**
سلفی عالم و محدث شیخ الحوینیؒ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید الالھانی کی سند سے آئی ہوئی حدیث کو موضوع کہنا ابن حبانؒ کا غلو

---

[72] اس روایت میں امام ابو زبیر المکیؒ **(م۱۲۶ھ)** پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ تفصیل **ص:۲۳۱** پر موجود ہے۔
[73] **یحییٰ بن ایوب بن بادی الخولانی العلاف : صدوق (تقریب)۔**
[74] **سعید بن الحکم ابن ابی مریم : ثقه ثبت۔(تقریب)**
[75] **یحییٰ بن ایوب الغافقی: صدوق ربما أخطأ(تقریب) (روی له البخاری ومسلم)۔**
[76] **عبید الله بن زحر : صدوق یخطئ (تقریب) وثقه الامام البخاری کما نقل عنه الامام الترمذی فی سننه (رقم الحدیث ۲۷۳۱)**
[77] **علی بن یزید الالهانی: ضعیف (تقریب)**

ہے۔[78] امام ابن القیمؒ[79] اور سلفی عالم شیخ جمال السید[80] نے (جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سے چھپی ہوئی کتاب میں) عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید الالہانی کی سند سے آئی ہوئی ایک حدیث کو متابعات کی وجہ سے قبول کیا ہے۔

اور اس روایت کی بھی متابعت پچھلی اور اگلی کئی روایتوں سے ہوتی ہے۔

(۳) امام الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ،[81] قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ،[82] قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ[83]، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّهُ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا , فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ , وَقَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا يَخْرُجُ , وَلَيْسَ مِمَّا يَدْخُلُ۔ (شرح معانی الآثار: جلد ۱: صفحہ ۶۹: حدیث ۴۲۰)

اس سند میں ابو غالب صدوق یخطئ ہیں اور جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ باقی تمام راوی بھی ثقہ ہیں۔

---

[78] قال الشيخ الحوينى : وغلا ابنُ حبان فقال في "المجروحين" (2/ 62 - 63): "إذا اجتمع في إسناد خبرٍ: عبيد الله بن زحر، وعليّ بن يزيد, والقاسم أبو عبد الرحمن, لا يكون متن ذلك الخبر إلا مما عملته أيديهم! فلا يحلُّ الاحتجاج بهذه الصحيفة". (**نثل النبال فی معجم الرجال: جلد ۲: صفحہ ۵۶۰**)

[79] وقال الامام ابن القيم :هذا الحديث وإن كان مداره على: عبيد الله بن زَحْرٍ، عن علي بن يزيد الأَلْهَانِي، عن القاسم - فعبيد الله بن زَحْر: ثقةٌ، والقاسمُ: ثقة، وعليٌّ: ضعيفٌ - إلا أن للحديث شواهد ومتابعات، سنذكرها إن شاء الله، ويَكْفِي تفسير الصحابة والتابعين۔۔۔ (إغاثة اللهفان : جلد ۱: صفحه ۲۳۹)

[80] يقول الشيخ جمال بن محمد السيد : وأما عليُّ بن يزيد الألهاني، شيخ عبيد الله السابق: فقد "اتفق أهل العلم على ضعفه". كما قال السَّاجي رحمه الله.وأما القاسم بن عبد الرحمن: فقد اختلفت فيه أقوال الأئمة أيضاً، وقال أبو حاتم: "حديث الثقات عنه مستقيم لا بأس به، وإِنَّمَا يُنْكَرُ عنه الضعفاء".قلت: وهذا الحديث من رواية ضعيف عنه، وهو: علي بن يزيد.فَتَلَخَّصَ من ذلك: أن هذا الإسناد ضعيفٌ لا تقوم بمثله حُجَّةٌ، ولكن وُجِدَت متابعات لعبيد الله بن زحر، وعلى بن يزيد، وربما تَصْلُحُ لتقوية هذا الحديث. (ابن القيم الجوزية وجهوده فى خدمة السنة النبوية : جلد ۳ : صفحه ۶۴، طبعة عمادة البحث العلمى ، بالجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة)

[81] محمد بن خزيمه بن راشد البصرى شيخ الطحاوى :ثقة۔(**میزان: ۷۴۸۶ولسان: ۶۷۵۱، الثقات للقاسم: ۹۷۰۰، التذییل علی کتاب الجرح والتعدیل: ۲۷۶**)

[82] حجاج بن منہال و حماد بن سلمه: ثقة(**تقريب** : ۱۱۳۷)

[83] ابو غالب صاحب ابى امامة :صدوق يخطئ (**تقريب** :۸۲۹۸)

(۴) امام البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ،[84] ثنا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ،[85] ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ،[86] ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ،[87] ثنا إِسْرَائِيلُ،[88] عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى،[89] عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ،[90] عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ طَعِمَ خُبْزًا وَلَحْمًا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: " إِنَّ الْوُضُوءَ مِمَّا خَرَجَ، وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: جلد ۱ :صفحہ ۲۴۴ :حدیث ۷۳۱)

اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، صرف عبد الاعلیٰ صدوق یہم ہیں۔

(۵) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ، وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ۔[91] (مصنف ابن شیبة: جلد ۱ :صفحہ ۵۲، حدیث ۵۳۸)

اس سند کے تمام راویوں سے شیخین نے روایت لی ہے۔

(۶) الامام الحافظ وکیع بن جراحؒ (م ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ

---

[84] ابو علی الحسین بن محمد الطوسی الفقیه الروذباری (م ۴۰۳ھ) ثقه فقیه ۔ (السلسبیل النقی: صـ ۳۳۶: الترجمة ۵۸)

[85] محمد بن محمد بن یوسف ابو النضر الطوسی الفقیه (م ۳۴۴ھ): ثقه (الروض الباسم: ج ۲: صـ ۱۲۵۱، الترجمة: ۱۰۸۲)

[86] عثمان بن سعید الدارمی :ثقه ۔(الثقات للقاسم: ج۷: صـ ۸۴: الترجمة: ۷۲۳۶)

[87] محمد بن کثیر العبدی ثقة (تقریب)

[88] اسرائیل بن یونس السبیعی :ثقة (تقریب) وروی لهما الشیخان ۔

[89] عبد الاعلیٰ بن عامر الثعلبی : صدوق یهم ۔ (تقریب : ۳۷۳۱) و قال الدارقطنی یعتبر به ۔(تهذیب التهذیب ۶: ۹۵)

[90] ابو عبد الرحمن السلمی :ثقة ثبت روی له الشیخان ۔

[91] (حصین هو ابن عبد الرحمن السلمی ، وهشیم هو ابن بشیر بن القاسم السلمی)

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْوُضُوءُ مِنَ الطَّعَامِ، وَقَالَ الْأَعْمَشُ مَرَّةً: وَالْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ، فَقَالَ: إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ، وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ۔ **(نسخۃوکیع بن جراح:صفحہ۵۵: حدیث ۲ ،المطبوع من الدار السلفیۃ،الکویت،بتحقیق عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوائی)**

یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے، دیکھئے: **صحیح البخاری:۴۷۰۶**

(۷) امام عبد الرزاق الصنعانیؒ **(م ۲۱۱ھ)** کہتے ہیں کہ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ۔ (مصنف عبدالرزاق:جلد ۱:صفحہ ۳۲،ح ۱۰۰)

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں،**ثوری عن ابی حصین عن یحیی بن وثاب** کی سند مسلم کی شرط پر ہے، دیکھئے: **صحیح مسلم:۷۴۵۔**

(۸) امام عبد الرزاق الصنعانیؒ **(م ۲۱۱ھ)** کہتے ہیں کہ

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ-وزاد فی روایۃ "ولیس مما دخل"۔ **(مصنف عبدالرزاق:ج ۱:ص۱۷۰،ح۶۵۸وج۴:ص۲۰۸، ح۷۵۱۸،المعجم الکبیر:جلد ۹:صفحہ ۳۱۴،ح ۹۵۷۶)**

اس سند کے تمام راوی مشہور ثقات ہیں، وائل بن داوٗد التیمی بھی ثقہ ہیں **روی له البخاری فی الادب المفرد۔** البتہ ابراہیم بن یزید النخعیؒ فقیہ العراق نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو نہیں پایا، جس کا جواب یہ ہے کہ:

وقال الحافظ أبو سعيد العلائي: "هو مكثر من الإرسال وجماعة من الأئمة صححوا مراسيله" وخص البيهقي ذلك بما أرسله عن ابن مسعود. حافظ علائیؒ کہتے ہیں: وہ بہت ارسال کرتے تھے، اور ائمہ کی ایک جماعت نے ان کی مراسیل کو صحیح کہا ہے، اور امام بیہقیؒ ان کی انہی مراسیل کو صحیح کہتے ہیں جو حضرت ابن مسعودؓ سے ہیں۔ **(تهذيب التهذيب:جلد ۱ :صفحہ ۱۷۹)**[92]

(۹) امام عبد الرزاق الصنعانیؒ **(م ۲۱۱ھ)** فرماتے ہیں کہ

[92] مزید تفصیل کے لئے دیکھئے **ص:۲۵۱۔**

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ»، قَالَ: «وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ، لَأَنَّهُ يَدْخُلُ وَهُوَ طَيِّبٌ لَا عَلَيْكَ مِنْهُ وَيَخْرُجُ وَهُوَ خَبِيثٌ عَلَيْكَ مِنْهُ الْوُضُوءُ وَالطُّهُورُ۔(مصنف عبد الرزاق: جلد ۱: صفحہ ۱۷۱، ح ۶۶۳)

اس سند کے تمام راوی مشہور ثقات ہیں، جن سے شیخین نے روایت لی ہے۔

(۱۰) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ، وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ ۔(مصنف ابن ابی شيبة: جلد ۱: صفحہ ۵۲، ح ۵۳۹)

اس حدیث کی سند کے بارے میں شیخ البانی سلفیؒ کہتے ہیں: وهذا اسناد صحيح ، رجاله كلهم ثقات على شرط البخاری ۔ (صحیح ابی داؤد الأم : رقم ۷۷۰)

تلك عشرة كاملة ۔

یہ دس لائق احتجاج اور معتبر شہادتیں (حدیثیں) ہیں، جس میں بالکل صاف طور پر یہ قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ: وضو انہی چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے نکلتی ہیں، ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوتی ہیں۔ نیز ان سب روایات کی وجہ سے امام ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۶ھ) پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔

ثانیاً:

(۱) امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ زِيَادٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُبَيٌّ، وَأَبُو طَلْحَةَ، جُلُوسًا، فَأَكَلْنَا لَحْمًا وَخُبْزًا، ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوءٍ، فَقَالَا: "لِمَ تَتَوَضَّأُ؟ " فَقُلْتُ: لِهَذَا الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْنَا، فَقَالَا: "أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: میں، ابیؓ اور ابو طلحہؓ بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت روٹی کھائی، پھر میں نے وضو کا پانی منگوایا، تو انہوں نے کہا: تم کیوں وضو کر رہے ہو؟ میں نے کہا اس کھانے کی وجہ سے جو ہم نے کھایا ہے، تو انہوں نے کہا: کیا تم پاکیزہ چیزوں کے کھانے کی وجہ سے وضو کرو گے؟ تم سے بہتر شخص اس کی وجہ سے وضو نہیں کرتے تھے۔(مسند الامام احمد: ۲۶: صفحہ: ۲۸۴: ح

١٦٣٦٥) اس حدیث کی سند کو محقق کتاب شیخ شعیب الارناؤط اور عادل مرشد نے حسن، اور امام ضیاء الدین المقدسی نے المختارہ میں صحیح کہا ہے۔**(المختارہ: جلد۳: صفحہ ۳۳۷، ح ۱۱۳۱)**

(۲) امام البخاریؒ **(م ۲۵۶ھ)** فرماتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، حَدَّثَنِي الْمِسْوَرُ بْنُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَكَلْتُ خُبْزًا وَلَحْمًا، فَهَلْ أَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: وَيْحَكَ، أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟

ایک شخص نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ میں نے گوشت روٹی کھائی ہے، کیا میں وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم پاکیزہ چیزوں کی وجہ سے وضو کروگے۔ **(الادب المفرد: صفحہ ۲۷۰: ح ۷۷۳)**. اس حدیث کو شیخ البانی سلفیؒ نے صحیح کہا ہے۔

(۳) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ **(م ۲۳۵ھ)** فرماتے ہیں کہ

حدثنا عبدة بن سليمان، عن إسماعيل ، عن الشعبي، قال: بئس الطعام طعام يتوضأ منه[93]

امام شعبیؒ کہتے ہیں: برا ہے وہ کھانا جسے کھانے کی وجہ سے وضو کیا جائے۔ **(مصنف ابن ابی شیبۃ: جلد ۱: صفحہ ۵۳: ح ۵۴۳)**

(۴) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ **(م ۲۳۵ھ)** کہتے ہیں کہ

حدثنا عائذ بن حبيب،[94] **عن يحيى بن قيس،**[95] **قال: رأيت ابن عمر، أكل لحم جزور، وشرب لبن الإبل، وصلى ولم يتوضأ۔**

---

[93] عبدۃ بن سلیمان الکلاعی، اسماعیل بن ابی خالد، اور عامر الشعبی تینوں بخاری و مسلم کے ثقہ راوی ہیں۔

[94] عائذ بن حبيب: صدوق رمى بالتشيع ۔ **(تقريب)** وفى بعض الاسناد: أخوه ربيع بن حبيب ابو هشام الاحول ، وهو ايضاً: صدوق **(التقريب)** ۔

[95] يحىٰ بن قيس الطائفى :ذكره البخارى فى التاريخ الكبير**(جلد۸:صفحه۲۹۸،رقم۳۰۷۲)** ، ابن ابى حاتم فى الجرح والتعديل **(جلد۹:صفحه ۱۸۱:رقم الترجمة۷۵۲)**وابن معين فى تاريخه فى رواية الدورى **(جلد۳:صفحه ۵۲۲:رقم۲۵۵۳)**۔ وابن كثير فى التكميل فى الجرح والتعديل **(جلد۲:صفحه۲۶۵:رقم۱۳۱۴)**وكلهم ذكروا حديثه هذا فى لحم الجزور)۔

یحیٰ بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اونٹنی کا گوشت کھایا اور اس کا دودھ پیا اور پھر وضو کئے بغیر نماز پڑھی۔(مصنف ابن ابی شیبة:جلد ۱ :صفحہ ۵۰، ح ۵۱۵)، اس کی متابعت، ابن عمرؓ کی اگلی روایت سے ہوتی ہے۔

(۵) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا وكيع، عن مسعر، قال: قلت لجبلة: أسمعت ابن عمر، يقول: «لآكل اللحم، وأشرب اللبن، وأصلي ولا أتوضأ»؟ قال: نعم۔[96]

مسعرؒ کہتے ہیں میں نے جبلہ سے کہا کہ تم نے ابن عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں گوشت کھاتا ہوں، دودھ پیتا ہوں اور پھر (تازہ) وضو کئے بغیر نماز پڑھتا ہوں؟، تو جبلہ نے کہا ہاں۔**(مصنف ابن ابی شیبة:جلد ۱ :صفحہ ۵۲: ح ۵۳۷)**

(۶) امام البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کہتے ہیں کہ

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ أَبِي الْمَعْرُوفِ الْمِهْرَجَانِيُّ بِهَا، أنا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُمَانٍ الرَّازِيُّ بِهَا، نا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، أنا مُسَدَّدٌ، نا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: " أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِقَصْعَةٍ مِنَ الْكَبِدِ وَالسَّنَامِ وَلَحْمِ الْجَزُورِ فَأَكَلَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ "، وَهَذَا مُنْقَطِعٌ وَمَوْقُوفٌ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، " يَأْكُلُ مِنْ أَلْوَانِ الطَّعَامِ وَلَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ۔

ابو جعفرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کے سامنے ایک تشتری لائی گئی، جس میں کلیجی، کوہان اور اونٹ کا گوشت تھا، تو آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور پھر وضو نہیں کیا۔(السنن الکبریٰ للبیہقی:جلد ۱ :صفحہ ۲۴۶ : ح ۷۴۱)

اس حدیث کو امام بیھقیؒ نے منقطع اور موقوف کہا ہے، پھر خود ہی اس کا متابع موقوف بھی ذکر کر دیا، کہ ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ مختلف قسم کے کھانے تناول فرماتے اور پھر اس کی وجہ سے وضو نہیں فرماتے، نیز ابراہیم نخعیؒ جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے مسلک کو اختیار کرتے تھے، ان کے عمل سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ لہذا انقطاع کی علت ختم ہو گئی۔

(۷) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، قال: ليس في لحم الإبل والبقر والغنم وضوء۔

---

[96] وکیع بن جراح، مسعر بن کدام، جبلہ بن سحیم تینوں ثقہ ہیں۔

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں: اونٹ، گائے، اور بکری کے گوشت میں وضو نہیں ہے۔ **(مصنف ابن ابی شیبة: حدیث نمبر ۵۲۴۔ تحقیق عوامة)** یہ سند علی شرط الشیخین ہے۔

(۸) امام الطحاویؒ **(م ۳۲۱ھ)** فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو بكرة،[97] قال: ثنا أبو الوليد،[98] قال: ثنا شعبة، عن أبي نوفل بن أبي عقرب الكناني،[99] قال: رأيت ابن عباس أكل خبزا رقيقا ولحما , حتى سال الودك على أصابعه , فغسل يده وصلى المغرب

ابو نوفلؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا کہ آپ نے پتلی روٹی اور گوشت تناول فرمایا، یہاں تک کہ چربی آپ کی انگلیوں پر بہہ رہی تھی، پھر آپ نے ہاتھ دھوئے اور مغرب کی نماز ادا کی۔ (**شرح معانی الآثار للامام الطحاوی علیہ الرحمہ: جلد ۱: صفحہ ۶۸، ۴۱۵)**

(۹) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ **(م ۲۳۵ھ)** فرماتے ہیں کہ

حدثنا وكيع،[100] عن نُفاعة بن مسلم،[101] قال: «رأيت سويد بن غفلة،[102] أكل لحم جزور، ثم صلى ولم يتوضأ۔

نفاعہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ کو دیکھا کہ انہوں نے اونٹنی کا گوشت کھایا پھر وضو کئے بغیر نماز ادا کی۔ **(مصنف ابن ابی شیبة: حدیث نمبر ۵۲۴۔ تحقیق عوامة)**

سوید بن غفلہؒ نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے ہم عمر یا آپ ﷺ سے ایک دو سال چھوٹے تھے، مگر لقاء ثابت نہیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آئے، البتہ ان کا خلفاء اربعہؓ سے علم سیکھنا ثابت ہے۔ ان کے حالات کی تفصیل سیر اعلام النبلاء وغیرہ کتب میں موجود ہے۔

---

[97] أبو بكرة بكار بن قتيبة البكراوى : ثقة ۔ وقال مسلمة بن قاسم: كان على قضاء مصر، وكان ثقة۔ **(الثقات لابن قطلوبغا: جلد ۳: صفحہ ۶۸: رقم الترجمة ۲۰۵۵)**

[98] أبو الوليد هاشم بن عبد الملك الطيالسى :ثقة ثبت۔ **(التقريب)**

[99] شعبة هو شعبة ۔ وابو نوفل بن ابى عقرب البكرى ۔ثقة **(التقريب)**

[100] وكيع بن الجراح :الامام المشهور ۔

[101] نفاعة بن مسلم ابو الخصيب الجعفى : قال ابو حاتم :لا بأس به ۔ **(تاريخ الاسلام: جلد ۳: صفحہ ۷۹۹: رقم ۴۴۸)**

[102] سويد بن غفلة : ثقة ، إمام ، زاهد ، قوام ۔ **(الكاشف:۲۱۹۵)** قدم المدينة يوم توفى النبى ﷺ ۔ **(تقريب)**

(۱۰)　امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا حفص، عن ليث، عن طاوس، وعطاء، ومجاهد، «أنهم كانوا لا يتوضأون من لحوم الإبل وألبانها.

لیث بن سلیمؒ کہتے ہیں کہ طاؤس، عطاء اور مجاہد رحمہم اللہ اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کی وجہ سے وضو نہیں کرتے تھے۔ **(مصنف ابن ابی شیبة: حدیث نمبر ۵۲۴۔تحقیق عوامة)**

اس میں لیث بن ابی سلیم صدوق مختلط ہیں، اور طاؤس، عطاء و مجاھد کو ایک ساتھ بیان کرنے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:

(۱)　ابن حجرؒ نے المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانیة اس سند کو لیث کی وجہ سے ضعیف کہا ہے، لیکن متابعات میں قبول کیا ہے۔ **(المطالب العالیة: جلد ۱۰: صفحہ ۴۶۲: ح ۲۲۹۲)**

(۲)　متابعت کی وجہ سے شیخ البانیؒ نے بھی اس سند سے آئی ہوئی حدیث کو صحیح لغیرہ کہا ہے۔ **(سنن ابن ماجہ: حدیث ۲۹۷۲)**

(۳)　ان تینوں کے دونوں استاد (ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ) کا بھی یہی قول تھا، جس سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

تلک عشرة کاملة۔

یہ مزید دس معتبر اور قابل اعتبار شہادتیں (آثار) ہیں، ان میں سے:

پہلی (مرفوع) اور دوسری (موقوف) حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پاکیزہ چیزوں کے کھانے سے وضو نہیں کیا جائے گا۔ تیسرا اثر (امام شعبی تابعیؒ کا قول ہے) کہ بدترین کھانا وہ ہے جس کو کھا کر وضو کیا جائے۔[103] چار سے دس تک آثار صحابہ و تابعین ہیں، جس میں صراحت ہے کہ وہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

---

[103] **نوٹ:** امام شعبیؒ نے ۵۰۰ سے زیادہ صحابہ کو پایا ہے، وہ صحابہ کرام کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ **(سیر: جلد ۴: صفحہ ۲۹۴)**

جن میں ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ جیسے فقہاء صحابہ۔ سوید بن غفلہ جیسے امام وقدوۃ جنہوں نے خلفاء راشدین سے علم حاصل کیا ہے۔ اور ابراہیم نخعیؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، طاؤس بن کیسان جیسے فقہاء تابعین ہیں۔

ثالثاً:

چلئے اس مسئلہ کو محدثین کی نظر سے دیکھتے ہیں:

اعلم الائمہ باختلاف العلماء، امام محمد بن نصر المروزیؒ **(م ۲۹۲ھ)** کہتے ہیں:

قَالَ سُفْيَان: ولا وضوء من طعام ولا شراب لبنا كَانَ أَوْ غيره ولا من طعام مسته النار من لحم جزور أَوْ بقرة أَوْ شاة. وهكَذَا قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وكذَلِكَ قَالَ مَالِكٌ والشَّافِعِيُّ

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ من أَصْحَاب الْحَدِيْث: لَا يتوضأ من شَيْء مسته النار أَوْ لم تمسه من طعام ولا شراب إِلَّا من لحم الجزور وممن قَالَ ذَلِكَ أَحْمَد بْن حَنْبَلٍ وإِسْحَاق وأَبُوْثَوْرٍ وغيرهم من أَصْحَاب الْحَدِيْث ذهبوا إِلَى حَدِيْث البراء وجابر بْن سمرة۔

سفیانؒ کہتے ہیں کھانے پینے سے وضو نہیں ہے، چاہے وہ دودھ ہو یا کچھ اور، اور آگ پر پکے ہوئے اونٹ، گائے اور بکری کے گوشت کے کھانوں سے بھی وضو نہیں کیا جائے گا، اسی طرح کوفہ والوں کا قول ہے، اور اسی طرح امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ بھی فرماتے ہیں۔

اور محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ کسی کھانے سے وضو نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ آگ پر پکا ہو یا نہ پکا ہو، سوائے اونٹ کے گوشت کے، یہ امام احمد، اسحق، اور ابو ثور ان کے علاوہ دوسرے محدثین کا قول ہے، اس کا مستدل حضرت براءؓ اور حضرت جابر بن سمرةؓ کی حدیث ہے۔ **(اختلاف الفقہاء للمروزی: جلد ۲: صفحہ ۱۰۰،)**

رابعاً:

لحم الابل سے نقض وضو کی حدیثوں کی وضاحت، خود محدثین کی زبانی:

(۱) امام خطابیؒ **(م ۳۸۸ھ)** سنن ابو داؤد کی شرح میں کہتے ہیں:

وأما عامة الفقهاء فمعنى الوضوء عندهم متأول على الوضوء الذي هو النظافة ونفى الزهومة----- ومعلوم أن في لحوم الإبل من الحرارة وشدة الزهومة ما ليس في لحوم الغنم فكان معنى

الأمر بالوضوء منه منصرفاً إلى غسل اليد لوجود سببه دون الوضوء الذي هو من أجل رفع الحدث لعدم سببه والله أعلم۔

اکثر فقہاء کے نزدیک اس حدیث میں وضو سے مراد صفائی اور ہاتھوں کی چکناہٹ کو دور کرنا ہے، یہ بات معلوم ہی ہے کہ اونٹ کے گوشت میں جتنی حرارت اور چکنائی ہوتی ہے، اتنی بکری کے گوشت میں نہیں ہوتی، اس لئے اس سے وضو کرنے کے حکم سے مراد ہاتھ دھونا ہو گا کیونکہ یہاں اس کا سبب پایا جارہا ہے، یہاں وہ وضو مراد نہیں ہو گا جو حدث کو دور کرنے کیلئے کیا جاتا ہے، کیونکہ یہاں اس کا سبب نہیں پایا گیا۔ (معالم السنن: جلد ۱: صفحہ ۶۷)

(۲) امام ابن بطالؒ (م ۴۴۹ھ) **صحیح** بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهذا لو صح، لكان منسوخًا بما ذكرنا أن آخر الأمرين ترك الوضوء مما مست النار. وقد يحتمل أن يكون الوضوء محمولا على الاستحباب والنظافة لشهوكة الإبل لا على الإيجاب، لأن تناول الأشياء النجسة مثل الميتة والدم ولحم الخنزير لا ينقص الوضوء فلأن لا توجبه الأشياء الطاهرة أولى.

اور اگر یہ صحیح ہو تو منسوخ ہو گا، اس دلیل سے جو ہم نے پہلے ذکر کی کہ آپ ﷺ کا آخری عمل آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء نہ کرنا تھا، یا ہو سکتا ہے کہ لحم الابل سے وضو کا حکم اونٹ میں بو ہونے کی وجہ سے، استحباب اور نظافت پر محمول ہو، نہ کہ وجوب پر، اس لئے ناپاک چیز جیسے مردہ، خون، سور کا گوشت کھالینے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، تو پاک چیزوں سے تو بدرجہ اولیٰ نہیں ٹوٹے گا۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال: جلد ۱: ۳۱۶)

(۳) امام ابن عبد البر مالکیؒ مؤطا کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيِّ والليث وَالْأَوْزَاعِيِّ فَكُلُّهُمْ لَا يَرَوْنَ فِي شَيْءٍ مَسَّتْهُ النَّارُ وَضَوْءًا عَلَى مَنْ أَكَلَهُ سَوَاءٌ عِنْدَهُمْ لَحْمُ الْإِبِلِ فِي ذَلِكَ وَغَيْرِ الْإِبِلِ لِأَنَّ فِي الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَكَلَ كَتِفًا وَنَحْوُ هَذَا كَثِيرٌ (وَلَمْ يَخُصَّ لَحْمَ جزور من غيره) (ج) وصلى ولم يتوضأ وهذا (ناسخ رافع) (د) عِنْدَهُمْ لِمَا عَارَضَهُ عَلَى مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ۔

امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام ثوری، امام لیث اور امام اوزاعی ان تمام ائمہ کا کہنا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کی وجہ سے وضو نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ اونٹ کا گوشت ہو یا کسی اور جانور کا، اس لئے کہ بہت سی احادیث ثابتہ میں اس کا تذکرہ ہے کہ آپ ﷺ نے روٹی، گوشت تناول فرمایا، (بعض میں ہے کہ) مونڈھے کا گوشت کھایا، اس میں اونٹ یا کسی اور جانور کی کوئی تخصیص نہیں ہے،

اس کے بعد آپ نے نماز ادا فرمائی لیکن وضو نہیں فرمایا، تو یہ چیز ناسخ اور اس حکم کو ختم کرنے والی ہے جو اس کے مخالف ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ (التمهيد: جلد ۳: صفحه ۳۵۱)

(۴) امام ابو الولید باجی المالکیؒ (م ۴۷۴ھ) مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں:

أَكْلُ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْقُضُ الطَّهَارَةَ وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَفُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَنْقُضُ ذَلِكَ الطَّهَارَةَ وَالدَّلِيلُ عَلَى مَا نَقُولُهُ أَنَّ هَذَا لَحْمٌ فَلَمْ يَجِبْ بِأَكْلِهِ وُضُوءٌ كَلَحْمِ الضَّأْنِ.

اونٹ کا گوشت کھانے کے بارے میں امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور (دوسرے) شہروں کے علماء کا کہنا ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، اور امام احمد فرماتے ہیں ٹوٹ جائے، اور ہمارے قول پر دلیل یہ ہے کہ یہ ایک گوشت ہے لہذا اس کے کھانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا جیسے کہ مینڈھے کا گوشت کھانے سے نہیں ٹوٹتا ہے۔ **(المنتقی شرح المؤطا: جلد ۱: صفحه ۶۵، للباجی المالکی)**

(۵) محمد بن عبد الباقی الزرقانیؒ (م ۱۱۲۲ھ) مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَقَدْ حُمِلَ ذَلِكَ الْوُضُوءُ عَلَى غَسْلِ الْيَدِ وَالْمَضْمَضَةِ لِزِيَادَةِ دُسُومَتِهِ وَزُهُومَةِ لَحْمِ الْإِبِلِ، وَقَدْ نَهى - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْ يَبِيتَ وَفِي يَدِهِ أَوْ فَمِهِ دَسَمٌ خَوْفًا مِنْ عَقْرَبٍ وَنَحْوِهَا وَبِأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ بِقَوْلِ جَابِرٍ: " «كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ» " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

اس وضو سے مراد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے، اس لئے کہ اونٹ کے گوشت میں چکنائی اور بو زیادہ ہوتی ہے، اور نبی کریم ﷺ نے منہ اور ہاتھ پر لگی چکنائی کو دھوئے بغیر سونے سے منع فرمایا ہے، کہیں بچھو وغیرہ نہ کاٹ لے، اور یہ (حدیث) منسوخ ہے حضرت جابرؓ کے قول سے کہ آگ پر پکی چیز کے کھانے سے وضو کرنے نہ کرنے کے معاملہ میں، نبی کریم ﷺ کا آخری عمل وضو نہ کرنا تھا، جسے امام ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (شرح الزرقانی علی المؤطا: جلد ۱: صفحه ۱۴۱)

(۶) مشہور امام و محدث، حافظ بغویؒ (م ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ إِلَى أَنَّ أَكْلَ لَحْمِ الإِبِلِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ، وَتَأَوَّلُوا الْحَدِيثَ عَلَى غَسْلِ الْيَدِ وَالْفَمِ لِلنَّظَافَةِ، كَمَا رُوِيَ: أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلامُ مَضْمَضَ مِنَ اللَّبَنِ، وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا» وَخَصَّ لَحْمَ الإِبِلِ بِهِ، لِشِدَّةِ زُهُومَتِهِ.

قَالَ الْحَسَنُ: الْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ يَنْفِي الْفَقْرَ، وَبَعْدَهُ يَنْفِي اللَّمَمَ، وَالْمُرَادُ مِنْهُ: غَسْلُ الْيَدَيْنِ. قَالَ قَتَادَةُ: مَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ فَقَدْ تَوَضَّأَ.

اکثر فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو کرنا لازم نہیں، اور اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد صفائی کیلئے ہاتھ منہ دھونا ہے، جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پی کر کلی کی، اور ارشاد فرمایا کہ اس میں چکنائی ہے، اور اونٹ کے گوشت کو اس لئے خاص طور پر بیان فرمایا کہ اس میں بہت بو ہوتی ہے۔

حسنؒ فرماتے ہیں: کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے فقر دور ہوتا ہے، اور کھانے کے بعد دھونے سے دماغی خلل دور ہوتا ہے، قتادہؒ کہتے ہیں: جس نے ہاتھ دھویا اس نے وضو کیا۔ (شرح السنۃ للبغوی: جلد ۱: صفحہ ۳۵۰)

(۷) امام شمس الدین البرماویؒ (م ۸۳۱ھ) صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

كانَ مَنسوخًا لما سَبق من آخرِ الأَمرَين، أو يُحملُ على الاستِحبابِ للنَّظافَةِ، إذ أكلُ المَيتَةِ لا ينقُضُ الوُضوء، فالطَّاهرُ أَولى!

یہ حدیث منسوخ ہے، اس حدیث کی وجہ سے جو پہلے گزری (آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے نہ کرنے کے) دونوں معاملوں میں سے آخری معاملہ والی، یا یہ صفائی کیلئے وضو کے مستحب ہونے پر محمول ہے، اس لئے کہ مردار کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو پاکیزہ چیز کھانے سے تو بدرجہ اولیٰ نہیں ٹوٹے گا۔ (اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح: جلد ۲: صفحہ ۲۸۴: ح ۲۱۱)

(۸) مشہور محدث، امام ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

وصح الأمر بالوضوء من لحوم الإبل من حديث البراء وجابر بن سمرة وقال به أحمد وجماعة أهل الحديث، وعامة الفقهاء على خلافه، وأن المراد به النظافة ونفي الزهومة۔

اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم حضرت براءؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث سے ثابت ہے، امام احمدؒ اور محدثین اسی کے قائل ہیں، اور اکثر فقہاء کا قول اس کے خلاف ہے، (ان کا کہنا ہے کہ) اس سے مراد صفائی اور بو کو ختم کرنا ہے۔ (التوضیح لشرح الجامع الصحیح جلد ۴: صفحہ ۳۶۸، لابن الملقن)

(۹) امام محمد بن عبد اللطیف الکرمانی ابن ملکؒ (م ۸۵۴ھ) مصابیح السنۃ کی شرح میں لکھتے ہیں:

والأولى: أن يحمل الوضوء في الحديث المتقدم على اللغوي، وهو النظافة وإزالة الزُّهومة، والأمر على الاستحباب بدليل ما قال الرجل: "أنتوضأ من لحوم الإبل؟ قال: نعم": لأن لحم الإبل له رائحة كريهة؛ بخلاف لحم الغنم، فعلى هذا لا يكون منسوخًا.

اور بہتر یہ ہے کہ پچھلی حدیث میں وضو کو لغوی معنیٰ پر محمول کیا جائے، اور وہ صفائی اور بو کو دور کرنا ہے، اور یہ حکم استحبابی ہے، اس دلیل سے کہ اس شخص نے کہا کیا ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں، اس لئے کہ اونٹ کے گوشت کی بری بدبو ہوتی ہے، بر خلاف بکری کے گوشت کے، تو اس تاویل کے مطابق یہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ (شرح المصابیح لابن ملک :جلد ا :صفحہ ۲۳۸، ح ۲۰۸)

(۱۰) حافظ مناویؒ (م۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

(توضأوا من لحوم الإبل) أي من أكلها فإنها لحوم غليظة زهمة فكانت أولى بالغسل من غيرها كلحوم الغنم وبهذا أخذ أحمد وابن راهويه وابن خزيمة وابن المنذر والبيهقي فنقضوا الوضوء بالأكل منها واختاره النووي من الشافعية والجمهور على عدمه وأجيب بأنه منسوخ أو محمول على الندب أو غسل اليد والفم وبأنه أكل لحم كتف شاة ولم يتوضأ والأصل عدم الاختصاص۔

(اونٹ کے گوشت سے وضو کرو) یعنی اس کے کھانے سے اس لئے کہ وہ سخت اور بدبودار ہوتا ہے، تو بکری وغیرہ کے گوشت کے مقابلہ اسے بدرجہ اولیٰ دھویا جائے گا، امام احمد، ابن راھویہ، ابن خزیمہ، ابن المنذر اور بیہقی وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، ان کے نزدیک اسے کھانے سے وضو ٹوٹ جائے گا، یہی قول شافعیہ میں سے امام نوویؒ نے بھی اختیار کیا ہے، جبکہ جمہور وضو نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں، اور اس حدیث کا یہ جواب دیا گیا کہ وہ منسوخ ہے، یا استحباب پر محمول ہے، یا اس میں وضو سے مراد ہاتھ منہ دھونا ہے، اور یہ کہ آپ ﷺ نے شانے کا گوشت تناول فرمایا مگر وضو نہیں فرمایا، اور اصل یہ ہے کہ آپ کی خصوصیت نہ ہو۔ **(فیض القدیر للمناوی:جلد۳: ۲۷۵:ح۳۳۸۴)**

تلك عشرة كاملة

<u>یہ دس محدثین کی شہادتیں (شروحات) ہیں۔ ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ لحم الابل سے وضو کی حدیث یا تو منسوخ ہے یا اس سے مراد نظافت کیلئے ہاتھ دھونا، کلّی کرنا ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد نظافت کا حکم خاص طور پر اسلئے دیا کیوں کہ اونٹ کے گوشت میں چکنائی بہت ہوتی ہے۔</u>

اس کی دلیل یہ ہے کہ:

(۱) آپ ﷺ نے جس طرح اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم فرمایا، اسی طرح اونٹنی کے دودھ سے بھی وضو کا حکم فرمایا (جس کی تفصیل ان شاءاللہ آگے درج ہے) اور دودھ سے وضو کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ کی دوسری حدیث سے ہوتی ہے، کہ دودھ پی کر آپ ﷺ نے کلّی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔ **(صحیح البخاری: ح ۲۱۱، و ح ۵۶۰۹۔ صحیح مسلم: ح ۳۵۸)**

اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے گوشت سے بھی جو وضو کا حکم دیا ہے اس سے مراد بھی ہاتھ دھونا اور کلّی کرنا ہی ہے، کیونکہ اس میں بھی چربی بہت ہوتی ہے۔

(۲) امام البیہقیؒ **(م۴۵۸ھ)** نے صیغہ جزم کے ساتھ سفیانؒ ثوری سے تعلیقاً روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ اونٹنی کے دودھ سے کلّی کیا کرتے تھے اور بکری کا دودھ پی کر کلی نہیں کیا کرتے تھے، اور ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کیا کرتے تھے اور بکری کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے۔ **(السنن الکبریٰ للبیہقی: جلد ۱: صفحہ ۲۴۴: ح ۷۳۷)**

لہٰذا معلوم ہوا جس طرح لبن الابل سے وضو سے مراد کلی کرنا ہے، اسی طرح لحم الابل سے وضو سے مراد بھی کلّی کرنا، اور ہاتھ دھونا ہے۔

حضرت انسؓ کے شاگرد اور مشہور محدث، امام قتادہؒ **(م۱۱۸ھ)** فرماتے ہیں جس نے ہاتھ دھویا اس نے وضو کیا۔ مشہور محدث و مصنف امام بغویؒ **(م۵۱۶ھ)** نے لحم الابل سے وضو کی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام قتادہؒ کے اسی قول سے استدلال کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔ "**قَالَ قَتَادَةُ: مَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ فَقَدْ تَوَضَّأَ**"۔ (شرح السنۃ للبغوی: جلد ۱: صفحہ ۳۵۰)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جو لحم الابل اور لبن الابل سے وضو کی حدیث کے راوی ہیں، وہ خود لحم الابل سے وضو کے قائل نہیں، جیسا اوپر ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے ان کا قول و عمل نقل کیا گیا۔

لبن الابل سے وضو کے دلائل:

(۱) امام ابن ماجہؒ **(م۲۷۳ھ)** کہتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،[104] حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ،[105] حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ،[106] عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْفَزَارِيِّ،[107] عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ،[108] قَالَ: سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ[109] قال: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ

---

[104] محمد بن یحیٰ الذہلیؒ۔ ثقہ **(التقریب)**

[105] یزید بن عبد ربہ : ثقہ **(التقریب)**

يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: "تَوَضَّؤوا مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، وَلَا تَوَضَّؤوا مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّؤوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلَا تَوَضَّؤوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اونٹ کے گوشت سے وضو کرو، اور بکری کے گوشت سے وضو نہ کرو، اور اونٹ کے دودھ سے وضو کرو، اور بکری کے دودھ سے وضو نہ کرو۔ **(سنن ابن ماجة: ۱ : ۳۱۳، ح: ۴۹۸)**[110]

(۲) الامام محمد بن ھارون الرویانی **(م ۳۰۷ھ)** فرماتے ہیں کہ

---

[106] بقيه بن الوليد : صدوق ، كثير التدليس عن الضعفاء ۔**(التقريب)** روى له مسلم والبخارى تعليقاً

[107] خالد بن يزيد : مجهول ۔**(التقريب)**

[108] عطاء بن السائب : صدوق ، اختلط۔**(التقريب)** روى له البخارى

[109] محارب بن دثار: ثقة ، امام ۔

[110] اس حدیث کے دو راوی بقیہ بن الولید اور عطاء بن السائب پر کلام ہے مگر عطاء بن السائب سے امام بخاریؒ نے اور بقیہ بن الولید سے امام مسلم نے روایت لی ہے۔ اور رئیس احمد ندوی سلفی صاحب کا کہنا ہے کہ " صحیحین کے راوی پر اگر کسی قسم کا کلام بھی وارد ہوا ہے تو وہ بقول راجح مدفوع اور کالعدم ہے"۔**(اللمحات ۲ : ۱۳)** پھر بقیہؒ نے دوسری جگہ سماع کی تصریح کر دی ہے۔

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: سمعتُ أَبِي يَقُولُ: كُنْتُ أُنكِرُ هَذَا الْحَدِيثَ؛ لتفرُّده، فوجدتُ لَهُ أَصْلا:

حدَّثنا ابْنُ الْمُصَفَّى عَنْ بَقِيَّة قَالَ: حدَّثني فلانٌ - سَمَّاه - عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائب، عَنْ مُحارِب، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عن النبيِّ (ص) ، بنحوه۔

ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں اس حدیث کا انکار کرتا تھا اس کے تفرد کی وجہ سے پھر مجھے اس کی اصل مل گئی۔

ہم سے حدیث بیان کی ابن المصفّی نے، وہ روایت کرتے ہیں بقیہ سے، بقیہ کہتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی فلاں نے جن کا بقیہ نے نام ذکر کیا تھا، وہ روایت کرتے ہیں عطاء بن السائب سے، وہ روایت کرتے ہیں محارب سے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عمرؓ سے، اور وہ اسی جیسی حدیث بیان کرتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ سے۔

(علل الحدیث لابن ابی حاتم ۲ : ۴۷۰)(البدر المنیر لابن الملقن ۲ : ۴۱۱)

رہے خالد بن یزید بن عمر تو وہ مجھول ہیں، ان کی متابعت اگلی روایتوں سے ہوتی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ،[111] نَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ،[112] نَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ[113] نَا الضَّحَّاكُ بْنُ حُمْرَةَ[114] , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى،[115] عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَوَضَّئُوا مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا، وَلَا تَوَضَّئُوا مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ وَأَلْبَانِهَا۔

ثابت بن قیس بن شماس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ سے وضو کرو، اور بکری کے گوشت اور اس کے دودھ سے وضو نہ کرو۔ (رواہ الامام محمد بن ھارون الرویانی (م۳۰۷) فی مسندہ: ۲: ۱۷۵، ح: ۱۰۰۴)

(۳) امام ابو یعلی الموصلیؒ (م۳۰۷ھ) کہتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ،[116] حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ،[117] عَنْ لَيْثٍ،[118] عَنْ مَوْلًى لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، أَوْ عَنِ ابْنٍ لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ،[119] عَنْ أَبِيهِ،[120] عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: «كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلُحُومِهَا ----- وَلَا يَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ وَأَلْبَانِهَا۔

---

[111] محمد بن اسحاق الصاغانی : ثقة ۔ (تقریب)

[112] علی بن عیاش : ثقه۔(تقریب)

[113] عفیر بن معدان : ضعیف۔ (تقریب)

[114] الضحاک بن حمرة : ضعفه بعضهم ووثقه ابن راهویة ، وابن شاهین ، وابن زنجویة ، وقال الدارقطنی : لیس بالقوی یعتبر به۔(تهذیب التهذیب وغیرہ)

[115] محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ : صدوق سیء الحفظ ، وقال العجلی جائز الحدیث ۔(لم یلق محمد بن عبد الرحمن ثابت ابن قیس ولکنه روی عن أخیه عیسی - ثقة -عن أبیه عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ - ثقه - عن ثابت) (تقریب،تهذیب التهذیب وغیرہ)

[116] **إبراهیم بن عرعرة :ثقه۔** (تقریب)

[117] **معتمر بن سلیمان :ثقه۔** (تقریب)

[118] **لیث بن ابی سلیم** رحمہ اللہ کی تفصیل گزر چکی۔ لیثؒ کے استاد میں اختلاف ہے مولیً لموسیٰ یا ابن لموسیٰ۔ مولیً لموسیٰ سے عبید اللہ مراد ہو سکتے ہیں جو کہ مجہول ہیں، لیکن امام بخاری نے لیث عن عبید اللہ عن موسیٰ بن طلحہ کی سند سے الادب المفرد میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ ابن لموسیٰ بن طلحہ سے عمران بن موسیٰ بن طلحۃ بن عبید اللہ مراد ہو سکتے ہیں جنہوں نے اپنے والد موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے۔

[119] عمران بن موسیٰ بن طلحه : ذکره البخاری فی التاریخ الکبیر ولم یذکر فیه جرحا ولا تعدیلا ، وابن حبان فی الثقات ، وقطلوبغا فی الثقات من لم یقع فی الکتب الستة۔

[120] وموسیٰ بن طلحة : ثقه۔ (تقریب)

موسیٰ بن طلحہ کے صاحبزادے روایت کرتے ہیں اپنے والد سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ سے وضو کیا کرتے تھے اور بکری کے گوشت اور اس کے دودھ سے وضو نہیں کرتے تھے۔ **(رواہ الامام ابو یعلیٰ الموصلی ۲:۷:۶۳۲)**

(۳) امام ابن تیمیہؒ **(م ۷۲۸ھ)** کہتے ہیں کہ

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ «أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " تَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ وَأَلْبَانِهَا» " رَوَاهُ الشَّالَنْجِيُّ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اونٹ کے دودھ سے وضو کرنے کی حدیث کی سند کو " **جید** " کہا ہے۔ (شرح العمدة لابن تيمية، كتاب الطهارة: ۳۳۵)، علامہ ابن تیمیہؒ کی طرح شیخ ابن العثیمینؒ نے بھی اسکی سند کو "حسن" کہا ہے۔ البتہ بعض علماء نے اسے ضعیف بھی کہا ہے۔ (الشرح الممتع على زاد المستقنع ۱ : ۳۰۶)

ان تینوں روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹ کے گوشت کی طرح اس کے دودھ سے بھی وضو کا حکم فرمایا۔ جس کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے ہوتی ہے۔ (دونوں کے حوالے اوپر گزر چکے)

خامساً: (حافظ ابو یحیٰ نورپوری کے مضمون پر ایک نظر)

(۱) نورپوری صاحب نے امام ترمذیؒ **(م ۲۷۹ھ)** سے نقل کرتے ہیں :

"وقد روى عن بعض أهل العلم من التابعين وغيرهم :أنهم لم يروا الوضو من لحوم الابل ، وهو قول سفيان وأهل الكوفة"۔(ماہنامہ السنہ: شمارہ۵: ص۳۵) اور پھر خاموشی سے گزر جاتے ہیں، حالانکہ یہ عبارت مختلف فیہ ہے، ترمذی کے تمام نسخوں میں موجود نہیں۔

مشہور سلفی محقق شیخ بشار عواد لکھتے ہیں:

جاء فى نسخة العلامة عابد السندى بعد هذا : وهو قول أحمد وإسحاق ، وقد روي عن بعض أهل العلم من التابعين وغيرهم أنهم لم يروا الوضوء من لحوم الإبل ، وهو قول سفيان الثورى وأهل الكوفة ۔ ولم نجده فى النسخ الخطية ولا فى الشروح ، لذلك لم نستسغ إبقاءه فى المتن ۔

علامہ عابد سندھو کے نسخہ میں اس کے آگے یہ عبارت ہے:

یہ امام احمد اور اسحاق کا قول ہے، اور تابعین وغیرہ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت وضو کے قائل نہیں ہیں، اور وہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے، ہم نے یہ عبارت کسی بھی مخطوطہ اور شرح میں نہیں پائی، اس لئے اسے متن میں باقی رکھنے کے لائق نہیں سمجھا۔ **(سنن الترمذی، بتحقیق الشیخ بشار عواد: صفحہ ۱۲۴)**

اس کی طرف شیخ احمد شاکرؒ نے بھی اپنے نسخہ میں اشارہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ کا" **عن بعض أهل العلم**" کہنا یہ مختلف فیہ ہے، کئی مخطوطات میں یہ عبارت موجود نہیں۔ اگر یہ عبارت ثابت بھی مان جائے، تب بھی یہ دیگر شراح حدیث کی عبارتوں کے خلاف ہے۔

اس بارے میں فقہاء کی آراء تو بہت سی شروحات حدیث میں موجود ہے، جیسا کہ آگے ہم نقل کریں گے، مگر موصوف نے وہاں سے نقل کرنے کی بجائے صرف امام ترمذی کا قول نقل کر دیا، تا کہ حقیقت کو چھپایا جاسکے اور احناف کے خلاف (اس مختلف فیہ عبارت کے ذریعہ) چوٹ کرنے کا موقع ہاتھ سے نہ جائے۔

علماء اہل حدیث، احناف کے خلاف علماء کی عبارتیں نقل کرنے میں عموماً اسی طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ نیز امید ہے کہ پھر شیخ ہاشم سندھو کی نسخہ کے مطابق اگر احناف، ابن ابی شیبہ میں تحت السرۃ کا لفظ مان لیں تو ناراض تو نہیں ہوں گے؟

(۲) نور پوری صاحب کہتے ہیں: **" مذہب احناف اور اس کے دلائل "**

دوسری جگہ لکھتے ہیں: **"مزے کی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ اس مذہب کو امام ابو حنیفہ سے بھی باسند صحیح ثابت کرنے سے قاصر ہیں"۔ (ص ۳۸)**

لیجئے، نہ صرف امام ابو حنیفہ بلکہ امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے حوالے بھی بسند صحیح ملاحظہ فرمایئے:

(۱) امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ **(م ۱۸۹ھ)** سے الامام الفقیہ ابو سلیمان الجوزجانیؒ **[صدوق]**[121] کہتے ہیں:

قلت أَرَأَيْت الطَّعَام هَل ينْقض شَيْء مِنْهُ الْوضُوء مثل لُحُوم الْإِبِل أَو الْبَقر أَو الْغنم أَو اللَّبن أَو غير ذَلِك مِمَّا مسته النَّار قَالَ لَيْسَ شَيْء من الطَّعَام ينْقض الْوضُوء إِنَّمَا الْوضُوء ينْتَقض مِمَّا يخرج وَلَيْسَ مِمَّا يدْخل ۔

---

[121] دیکھئے **ص: ۱۸۲۔**

میں نے کہا: کیا (کوئی چیز) کھانے سے وضوٹوٹ جائیگا، جیسے اونٹ، گائے، بکری کا گوشت یا ان کا دودھ، یا ان کے علاوہ کوئی اور چیز جسے آگ نے چھوا ہو؟ تو امام محمدؒ نے فرمایا: کسی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، وضو تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو (جسم سے) باہر نکلتی ہے نہ کہ اس چیز سے جو (جسم میں) داخل ہوتی ہے۔ **(کتاب الاصل المعروف بالمسوط للامام محمد بن حسن الشیبانی: جلد ۱ : صفحہ ۵۹)** یہی قول امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** اور امام ابو یوسفؒ **(م ۱۸۲ھ)** کا بھی ہے۔ **(کتاب الاصل المعروف بالمسوط للامام محمد بن حسن الشیبانی: جلد ۱ : ص ۱-۲)**

(۲) امام مالکؒ **(م ۱۷۹ھ)** فرماتے ہیں:

وَقَالَ مَالِكٌ: لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ شَيْءٍ مِنْ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَلَا يَتَوَضَّأُ بِشَيْءٍ مِنْ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَلَا مِنْ أَلْبَانِهَا، قَالَ: وَلَكِنْ أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ يَتَمَضْمَضَ مِنْ اللَّبَنِ وَاللَّحْمِ وَيَغْسِلَ الْغُمَرَ إذَا أَرَادَ الصَّلَاةَ.

امام مالکؒ فرماتے ہیں کھانے پینے کی کسی بھی چیز کی وجہ سے وضو نہیں کیا جائے گا، اور نہ اونٹ کے پیشاب یا دودھ کی وجہ سے وضو کیا جائے گا، لیکن مجھے پسند ہے کہ دودھ اور گوشت کی وجہ سے کلی کر لی جائے، چکنائی دھو لی جائے، جب نماز کا ارادہ کرے۔ **(المدونة: جلد ۱ : ۱۱۵)**

(۳) امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** فرماتے ہیں:

[بَابٌ لَا وُضُوءَ مِمَّا يَطْعَمُ أَحَدٌ]

(قَالَ الشَّافِعِيُّ) أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ» (قَالَ الشَّافِعِيُّ) : فَبِهَذَا نَأْخُذُ فَمَنْ أَكَلَ شَيْئًا مَسَّتْهُ نَارٌ أَوْ لَمْ تَمَسَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ وُضُوءٌ---

وَكُلُّ حَلَالٍ أَكْلُهُ أَوْ شُرْبُهُ فَلَا وُضُوءَ مِنْهُ كَانَ ذَا رِيحٍ أَوْ غَيْرَ ذِي رِيحٍ شَرِبَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَبَنًا وَلَمْ يَتَمَضْمَضْ قَالَ: مَا بَالَيْتُهُ بَالَةً.

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی سفیان بن عیینہ نے وہ روایت کرتے ہیں زہری سے، وہ روایت کرتے ہیں وہ دو لوگوں سے، جن میں سے ایک جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری ہیں، وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد صاحب سے کہ رسول اللہ ﷺ نے شانہ کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ہم اسی سے دلیل پکڑتے ہیں، پس کوئی شخص کوئی چیز کھائے چاہے وہ آگ پر پکی ہوئی یا نہ پکی ہوئی ہو، اس پر وضو نہیں ہے۔

اور ہر وہ چیز جس کا کھانا پینا حلال ہو اس کی وجہ سے وضو نہیں کیا جائے گا، چاہے اس میں بو ہو یا نہ ہو، ابن عباسؓ نے دودھ پیا اور کلی نہیں کی، اور فرمایا میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ **(الام للامام الشافعی علیہ السلام: جلد ۱ :صفحہ ۳۵)**

یہ تینوں کتابیں خود ان اماموں کے شاگردوں نے ان سے نقل کی ہیں: بلکہ سلفی علماء نے امام احمدؒ سے بھی ایک قول یہی نقل کیا ہے:

مشہور سلفی عالم شیخ عطیہ سالمؒ لکھتے ہیں:

وأما أحمد رحمه الله فيقول بالوضوء من لحم الإبل، وهذا هو مشهور المذهب، وإن كان هناك عن أحمد رواية أخرى توافق الأئمة الثلاثة۔

امام احمدؒ لحم الابل سے وضو کے قائل ہیں، ان کا مشہور مذہب یہی ہے، اگرچہ ان سے ایک روایت ائمہ ثلاثہ کے موافق بھی ہے۔ **(شرح بلوغ المرام لعطیۃ سالم: ۲۴:۷)**

آنجناب کا مبلغ علم یہ ہے کہ ائمہ کی کتابوں کا بھی پتہ نہیں، اس پر انانیت کا یہ عالم؟ **لا حول و لا قوۃ إلا باللہ**

(۳) نور پوری صاحب لکھتے ہیں: **"اس مسئلہ میں بھی جمہور موافق حدیث ہیں"۔(ص ۳۸)**

آیئے دیکھتے ہیں محدثین، منصف مزاج اور سلفی علماء کیا کہتے ہیں:

(۱) اعلم الائمہ باختلاف العلماء، امام محمد بن نصر المروزیؒ **(م ۲۹۲ھ)** کہتے ہیں:

قَالَ سُفْيَان: ولا وضوء من طعام ولا شراب لبنا كَانَ أَوْ غيره ولا من طعام مسته النار من لحم جزور أَوْ بقرة أَوْ شاة. وهكَذَا قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وكذَلِكَ قَالَ مَالِكٌ والشَّافِعِيُّ

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ من أَصْحَاب الْحَدِيْث: لَا يتوضأ من شَيْء مسته النار أَوْ لم تمسه من طعام ولا شراب إِلَّا من لحم الجزور وممن قَالَ ذَلِكَ أَحْمَد بْن حَنْبَلٍ وإِسْحَاق وأَبُوْثَوْرٍ وغيرهم من أَصْحَاب الْحَدِيْث ذهبوا إِلَى حَدِيْث البراء وجابر بْن سمرة۔

سفیانؒ کہتے ہیں کھانے پینے سے وضو نہیں ہے، چاہے وہ دودھ ہو یا کچھ اور، اور آگ پر پکے ہوئے اونٹ، گائے اور بکری کے گوشت کے کھانوں سے بھی وضو نہیں کیا جائے گا، اسی طرح کوفہ والوں کا قول ہے، اور اسی طرح امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ بھی فرماتے ہیں۔

اور محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ کسی کھانے سے وضو نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ آگ پر پکا ہو یا نہ پکا ہو، سوائے اونٹ کے گوشت کے، یہ امام احمد، اسحٰق، اور ابو ثور ان کے علاوہ دوسرے محدثین کا قول ہے، اس کا مستدل حضرت براءؓ اور حضرت جابر بن سمرۃؓ کی حدیث ہے۔ **(اختلاف الفقہاء للمروزی: جلد ۲: صفحہ ۱۰۰)**[122]

(۲) سلفی عالم شیخ عبد الکریم الخضیر کہتے ہیں:

فذهب الأكثرون إلى أنه لا ينقض، وممن ذهب إليه الخلفاء الأربعة وابن مسعود وأبي بن كعب وابن عباس وأبو الدرداء وجماهير التابعين ومالك وأبو حنيفة والشافعي،هذا قول الجمهور بلا شك، يعني قول الأكثر أنه لا ينقض.

اکثر لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اس قول کی طرف گئے ہیں خلفاء راشدین، ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابو الدرداء، اور جماہیر تابعین، اور امام مالک، امام ابو حنیفہ، اور امام شافعی اور بے شک یہی جمہور یعنی اکثر علماء کا قول ہے کہ وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **(شرح سنن الترمذی، عبد الکریم الخضیر: ۱۹: ۱۹)**

(۳) سلفی سعودی عالم شیخ راجحی کہتے ہیں:

وذهب الجمهور إلى أن لحم الإبل لا ينقض الوضوء۔

جمہور اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **(شرح سنن الترمذی للراجحی: ۸: ۱۴)**

(۴) سلفی عالم اور موجودہ محدث مدینہ شیخ **عبد المحسن العباد** کہتے ہیں:

وذهب أكثر الفقهاء إلى عدم الوضوء من لحم الإبل۔

اکثر فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ لحم الابل سے وضو کی ضرورت نہیں۔ **(شرح سنن ابی داؤد للعباد: ۳۱: ۳)**

(۵) موسوعہ کویتیہ میں:

ذَهَبَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّ أَكْل لَحْمِ الْجَزُورِ - وَهُوَ لَحْمُ الإْبِل - لاَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ۔

---

122 امام محمد بن نصر المروزیؒ کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: **يقال أنه كان أعلم الأئمة باختلاف العلماء على الاطلاق۔ (سیر اعلام النبلاء: جلد ۱۴: صفحہ ۳۴)**

جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **(الموسوعة الفقهية الكويتية: جلد ۸: صفحہ ۴۲)**

(۶) مصری دار الافتاء کا فتویٰ ہے:

ذهب أكثر العلماء إلى أن أكل لحوم الإبل لا ينقض الوضوء۔

اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ دار الافتاء المصرية: ۸: ۴۲۸)

(۷) شیخ وہبہ الزحیلیؒ فرماتے ہیں:

وقال الجمهور غير الحنابلة؛ لا ينقض الوضوء بأكل لحم الجزور۔

حنابلہ کے علاوہ جمہور کا کہنا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (الفقه الاسلامی: جلد ۱: صفحہ ۴۳۵)

(۸) سلفی عالم شیخ ابو مالک کمال بن السید سالم لکھتے ہیں:

ذهب جمهور العلماء: أبو حنيفة ومالك والشافعي والثوري وطائفة من السلف إلى أنه لا يجب الوضوء من أكل لحوم الإبل۔

جمہور علماء ابو حنیفہ، مالک، شافعی، ثوری، اور سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو واجب نہیں۔ (صحيح فقه السنة وأدلته وتوضيح مذاهب الأئمة: جلد ۱: صفحہ ۱۳۷)

(۹) سلفی عالم شیخ ابو عمر دبیان بن محمد الدبیان (مستشار شرعي في وزارة الشؤون الإسلامية بالقصيم) لکھتے ہیں:

فقيل: لا ينقض الوضوء، وهو مذهب الجمهور۔

کہا گیا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹے گا، یہی جمہور کا مذہب ہے۔ (موسوعة أحكام الطهارة: ۱۰: ۸۳۳)

(۱۰) سعودی عرب کے سلفی کبار علماء لکھتے ہیں:

الناقض السابع من نواقض الوضوء عند الحنابلة، وهو أيضًا من مفردات الإمام أحمد -رحمه الله- وخالف جمهور أهل العلم أحمد في هذا الناقض فقالوا: بأن أكل الجزور لا ينقض مطلقًا۔

وضو کو توڑنے والی چیزوں میں سے حنابلہ کے نزدیک ساتویں چیز، اور یہ بھی امام احمدؒ کے مفردات میں سے ہے، وضو کو توڑنے والی اس چیز میں جمہور نے امام احمدؒ کے مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے مطلقاً وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **(الفقه الميسر: جلد ١ :صفحه ٧٦)**

تلک عشرة كاملة۔

یہ دس گواہیاں ہیں، ان میں سے کوئی بھی عالم حنفی نہیں، اور اکثر لحم الابل سے نقض وضو کے قائل ہیں، مگر انہوں نے انصاف کے ساتھ یہ لکھا کہ جمہور العلماء لحم الابل کھانے سے عدم نقض وضو کے قائل ہیں، یہ صرف احناف کے تفردات میں سے نہیں، اس کے برعکس خود سلفی علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ مسئلہ ائمہ اربعہ میں سے امام احمدؒ کے مفردات میں سے ہے۔ **(الفقہ المیسر: جلد ۱: صفحہ ۷۶)**

مگر نورپوری صاحب نے اپنے مسلکی تعصب کے تحت اس مسئلہ کو صرف احناف کا مسئلہ لکھا دیا۔ کوئی بات نہیں، ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں، یہ غیر مقلدین علماء کی مجبوری ہے۔

(۴) نورپوری صاحب فرماتے ہیں: **"کئی مقامات پر جمہور تو درکنار، اجماع کی بھی پرواہ نہیں کرتے"۔ (ص ۳۷)**

حضرت! ۲۰ رکعات تراویح کا مسئلہ ہو، تین طلاق کا مسئلہ ہو، جمعہ کی اذان ثانی کا مسئلہ، لحم الابل سے نقض وضو کا مسئلہ، تمام میں آپ جمہور کے خلاف ہیں، اور الزام احناف کو دیتے ہیں۔

لا تنه عن خلق وتأتي مثله　　　عار عليك إذا فعلت عظيم

(۵) نورپوری صاحب فرماتے ہیں: " جمہور کی خلاف سنت بات نہیں مانی جاسکتی" ۔ **(ص ۳۵)**

غیر مقلدین کے محدث زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ اگر محدثین میں اختلاف ہو تو جمہور کے قول کو اختیار کیا جائے گا۔ **(مقالات: ج ۶: ص ۱۴۲-۱۴۳)** جمہور فقہاء کے قول کا کوئی اعتبار نہیں مگر جمہور محدثین کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، اس فرق پر قرآن کی کوئی آیت یا کوئی صحیح حدیث ہمیں نہیں ملی۔

(۶) نورپوری صاحب فرماتے ہیں: " حافظ نووی کی یہ بات صحیح نہیں کہ جمہور کے ہاں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، نیز یہ کہ خلفاء اربعہ کا یہی مذہب ہے"۔ اور آگے امام ابن تیمیہؒ سے نقل کیا ہے: **" وأما من نقل عن الخلفاء الراشدين أو جمهور الصحابة أنهم لم يكونوا يتوضؤن من لحوم الابل ، فقط غلط عليهم "۔ (ص ۳۸)**

آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ امام نوویؒ نے جو بات فرمائی ہے وہی بات ان علماء حدیث نے بھی لکھی ہے:

(۱) سلفی عالم شیخ سید سابق۔**(فقہ السنۃ: جلد:۵۵)**

(۲) سلفی عالم علامہ شوکانیؒ(امام نوویؒ کے حوالہ سے بغیر رد کے نقل کرتے ہیں)۔**(نیل الاوطار: جلد۱: صفحہ ۲۵۳)**

(۳) غیر مقلد عالم شیخ شرف الحق عظیم آبادیؒ۔**(عون المعبود: جلد۱: صفحہ ۲۱۷)**

(۴) غیر مقلد عالم شیخ عبد الرحمن مبارکپوریؒ(امام نوویؒ سے بغیر رد کے نقل کرتے ہیں)۔**(تحفۃ الاحوذی: جلد۱: صفحہ ۲۲۱)**

(۵) سلفی عالم شیخ یحیٰ آدم الاثیوبیؒ(امام نوویؒ سے بغیر رد کے نقل کرتے ہیں)۔ **(ذخیرۃ العقبی: جلد۴: صفحہ ۱۱۱)**[123]

---

[123] یاد رہے، شیخ البانیؒ اور سلفی شیخ مقبل الوادعیؒ نے اس شرح، اس کے مصنف اور ان کی تحقیقات وترجیحات کے بارے میں بڑے وقیع کلمات کہے ہیں۔

شیخ مقبل الوادعیؒ کہتے ہیں کہ

قال مقبل الوادعي - رحمه الله- عن هذا الشرح: هو على نمط فتح الباري للحافظ بن حجر رحمه الله تعالى، وتطمئن النفس إلى كثير من ترجيحات الشيخ محمد واختياراته لموافقتهما للدليل، وإنني أنصح طلبة العلم أن يحرصوا على اقتناء هذا الكتاب العظيم فما كلُّ محدِّث في هذا الزمان يستطيع أن يأتي بمثل هذا الشرح.

شیخ مقبلؒ اس شرح (ذخیرۃ العقبی) کے بارے میں کہتے ہیں: وہ ابن حجرؒ کی کتاب فتح الباری کے طرز پر ہے، شیخ محمد (یعنی مصنف) کی بہت سی ترجیحات اور ان کی اختیار کردہ چیزوں پر دل مطمئن ہے، اس لئے کہ وہ دونوں دلیل کے موافق ہیں۔

میں طلبہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس عظیم کتاب کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، اس لئے کہ اس زمانہ میں ہر محدث اس طرح کی شرح نہیں لکھ سکتا۔

شیخ الألباني فرماتے ہیں کہ

وكان الألباني - رحمه الله - يقول عن الكتاب أنه لا يعرف شرح سلفى على النسائى مثله۔

نسائی کی اس جیسی سلفی شرح مجھے کوئی اور نہیں معلوم۔**(أرشيف ملتقى أهل الحديث — ۳: منتدى تراجم أهل العلم المعاصرين: العرف الوردي ترجمة الشيخ محمد بن علي بن آدم بن موسى الولوي: الجزء ۱۵۷: ص ۵۴)**

(۶) سلفی عالم شیخ عبد الکریم الخضیر (امام نوویؒ سے بغیر رد نقل کرتے ہیں)۔ **(شرح سنن الترمذی:ج۱۹ :ص۱۹)**

(۷) سلفی عالم شیخ عبد العزیز الراجحی (امام نوویؒ سے بغیر رد کے نقل کرتے ہیں)۔**(شرح جامع الترمذی:ج۸:ص ۱۴)**

(۸) سلفی عالم شیخ خلیل بن ابراہیم ملا خاطر (امام نوویؒ سے بغیر رد کے نقل کرتے ہیں)۔(مجموعة الحديث على أبواب الفقه :ج١ :ص ١٠٩، مطبوع ضمن مؤلفات الشيخ محمد بن عبد الوهاب، الجزء السابع، الثامن، التاسع، العاشر)

(۹) غیر مقلدین کے "امام" سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)۔ **(شرح سنن ابن ماجہ:۳۸۰،امین اوکاڑوی کا تعاقب:ص۲۷)**

(۱۰) شیخ حسین بن محمد بن سعید اللاعیؒ **(م ۱۱۱۹ھ)**[124] نہ صرف یہ کہ یہ بات نقل کی ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے:

وأقرب ما يستروح له من تقوية النسخ موافقة الخلفاء الأربعة وأكابر الصحابة والتابعين، وأظهر من ذلك ما رواه في "الشفاء" عن علي - رضي الله عنه - قال: اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم العَشْر الأواخر من شهر رمضان المُعَظَّم، فلما نادى بلال بالمغرب أُتِيَ رسول الله صلى الله عليه وسلم بكَتِف جَزُور مشوية، فأمر بلالا فكَفَّ هنيهة، فأكل - عليه السلام - وأكلنا، ثم دعا بلبن إبل قد مذق له، فشرب وشربنا، ثم دعا بالغسل فغسل يده من غمر اللحم ومضمض فاه ثم تقدم فصلى بنا ولم يحدث طهورا.

سب سے قریب چیز جس سے اس کے نسخ کا پتہ چلتا ہے، وہ خلفاء راشدین اور بڑے بڑے صحابہ و تابعین کی موافقت ہے، اس سے بھی زیادہ ظاہر وہ روایت ہے جسے الشفاء میں حضرت علیؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المعظم کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے، جب حضرت بلالؓ نے مغرب کی اذان دی، تو آپ ﷺ کے پاس اونٹنی کا بھنا ہوا شانہ کا گوشت لایا گیا، آپ نے حضرت بلال کو تھوڑی دیر توقف کرنے کا حکم فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اور ہم نے اسے کھایا، اس کے بعد آپ نے اونٹنی کا دودھ طلب فرمایا جس میں آپ کیلئے پانی ملایا گیا تھا، آپ ﷺ نے اور ہم نے اسے پیا، پھر آپ نے دھونے کیلئے پانی منگایا اور ہاتھ سے گوشت کی چکنائی کو دھویا، کلی کی، پھر آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور تازہ وضو نہیں فرمایا۔ (البدر التمام شرح بلوغ المرام: جلد ۲ :صفحہ ۴۴)

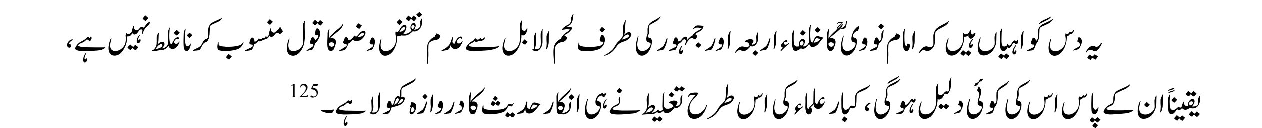
تلك عشرة كاملة

---

124 بلوغ المرام کی اس شرح اور اس کے مؤلف کے بارے میں علامہ شوکانیؒ کہتے ہیں:

قاضي صنعاء وعالمها ومحدثها، مصنف "البدر التمام شرح بلوغ المرام"، وهو شرح حافل۔

صنعاء کی قاضی، اس کے عالم، اس کے محدث، البدر التمام شرح بلوغ المرام کے مصنف، وہ (علم سے) بھرپور شرح ہے۔
(البدر الطالع :جلد۲ :صفحہ ۲۲۰)



یہ دس گواہیاں ہیں کہ امام نوویؒ کا خلفاء اربعہ اور جمہور کی طرف لحم الابل سے عدم نقض وضو کا قول منسوب کرنا غلط نہیں ہے، یقیناً ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہو گی، کبار علماء کی اس طرح تغلیط نے ہی انکار حدیث کا دروازہ کھولا ہے۔[125]

[125] البتہ اس مسئلہ میں کس کے نزدیک کیا راجح ہے یہ الگ چیز ہے۔